حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا برپا کردہ انقلاب از سر نو جماعت احمدیہ کے ذریعہ تمام عالم میں بپا کیا جائے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ رفروری ۱۹۹۰ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت قرآنی تلاوت کی:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (ابراہیم:۴۹)

پھر فرمایا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ زمانہ یاد کرو جبکہ زمین تبدیل کر دی جائے گی، اس زمین سے بالکل مختلف حالت میں جس کو تم دیکھتے ہو۔ وَالسَّمٰوٰتُ اور اسی طرح آسمان بھی تبدیل کئے جائیں گے وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ اور لوگ جوق در جوق خدائے واحد اور قہّار کے لئے نکل کھڑے ہوں گے۔ یعنی وہ تبدیلیاں توحید کی طرف لے جانے والی تبدیلیاں ہوں گی خواہ وہ زمین پر واقع ہونے والی تبدیلیاں ہوں یا آسمان پر واقع ہونے والی تبدیلیاں ہوں ان کا نتیجہ ایک ہی نکلے گا یعنی خدا کی توحید آسمانوں پر بھی قائم ہوگی اور زمین پر بھی قائم ہوگی اور کثرت سے قومیں توحید کا رخ اختیار کریں گی۔

یہ قرآن کریم کی وہ پیشگوئی ہے جس کا اس زمانے سے بڑا گہرا تعلق ہے اور جماعت احمدیہ کے سپرد یہ عظیم الشان خدمت کی گئی ہے کہ ان تبدیلیوں کو جلد تر لانے میں اپنی تمام تر قوتیں صرف کر دے جن تبدیلیوں کو خدا تعالیٰ نے مقدر فرما دیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیریں ہمیشہ اسی طرح ظاہر

ہوا کرتی ہیں کہ بعض قوموں کو یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ تقدیر کے رخ پر چلنے والی ہواؤں کے ساتھ چلتے ہیں اور ان تبدیلیوں کو جن کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں رونما کرنے میں بہت گہرا کردار ادا کرتے ہیں، بہت ٹھوس کردار ادا کرتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ فتح نمایاں کی کلید ان کو تھمائی جاتی ہے اور ان کے ذریعہ یہ پاک تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ اس زمانے میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ان پاک تبدیلیوں کے لئے ذریعہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ تقدیر الٰہی ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔ اس تقدیر کے مطابق تدبیر اختیار کرنا بھی ہمارا کام ہے اور دعاؤں سے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرماتے ہوئے ہماری کمزوریوں سے درگزر فرماتے ہوئے، ہماری ناطاقتی پر رحم کی نظر ڈالتے ہوئے، ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ یہ عظیم الشان انقلاب جس کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا گیا ہے یہ ہمارے ہی ذریعے رونما ہو۔

دو اڑھائی سال پہلے کی بات ہے جلسہ سالانہ یو۔کے پر میری ایک نظم پڑھی گئی تھی جس کا پہلا شعر یہ تھا کہ:

ے دیار مغرب سے جانے والو، دیار مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

اس میں دو شعر ایسے بھی تھے جو پیشگوئی کا رنگ رکھتے تھے۔ لیکن الہامی نہیں تھے نیک تمناؤں کا اظہار خدا تعالیٰ کی تائید پر بھروسہ کرتے ہوئے پیشگوئی کے رنگ میں کیا گیا تھا۔ پہلا شعر ان دو اشعار میں سے یہ تھا۔

ے تمہیں مٹانے کا زعم لیکر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک ان کی، کرے گا رسوائے عام کہنا

پس جماعت احمدیہ نے یہ دیکھ لیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری توقعات سے بڑھ کر پوری شان اور صفائی کے ساتھ اس نیک تمنا کو جو پیشگوئی کا رنگ رکھتی تھی پورا فرما دیا۔ دوسرا شعر یہ تھا:

بساط دنیا اُلٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہان نو کے اُبھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام کہنا کلام طاہر صفحہ:۲۶

اس میں تمام دنیا سے متعلق ایک پیشگوئی تھی جو، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ایک تمنا تھی جو پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئی لیکن اللہ کی ذات پر توکل تھا کہ وہ اسی طرح دنیا کو دکھا دے گا اور جیسا کہ ہمیں یقین ویسے بھی تھا کیونکہ یہ وہ مضمون ہے جس کا تعلق درحقیقت پرانی پیشگوئیوں سے ہے اس آیت کریمہ سے ہے جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ اس لئے اس بارے میں تو قطعاً کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ ایسا ہونا تھا اور لازماً ہو کر رہنا تھا میں نے جو شعر میں تمنا کا اظہار کیا اس سے مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ قریب آچکا ہے اور ہمارے دیکھتے میں یہ واقعات رونما ہونے شروع ہو جائیں گے اور جماعت کو میں نے تسلی دلائی کہ ایسا ہونے والا ہے۔ پس اس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے ہماری توقع سے بھی جلدی ان باتوں کو دکھا دیا اور ان تبدیلیوں کی بنیادیں ڈال دیں۔

اس مضمون سے متعلق میں جماعت کو کچھ وضاحت کے ساتھ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلیاں بڑی تیزی کیساتھ دنیا میں رونما ہو رہی ہیں۔ ان تبدیلیوں کو جہان نو کے نقشے قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان تبدیلیوں کا اس شعر کے پہلے حصے سے تعلق ہے جو یہ ہے کہ

ع اُلٹ رہی ہے بساط دنیا

جو تبدیلیاں آپ کو روس میں یا دیگر مشرقی یورپ کے ممالک میں ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں ان پر یہ امید نہ لگائیں کہ یہ ایک نئے نقشے کی بنیادیں ڈالی جا رہی ہیں۔ یہ پرانے نظام کو تباہ کیا جا رہا ہے جو عظیم نظام دنیا کے ایک فلسفی نے خدائی نظام کے مقابل پر بنایا تھا یہ اس کے انہدام کا دور ہے اس لئے محض ان تبدیلیوں کو جہان نو کا نقشہ سمجھ کر خوشی کے نعرے لگانا درست نہیں ہے۔ ان تبدیلیوں سے متعلق ابھی تک انسان اور جب میں انسان کہتا ہوں تو اس سے مراد ہے کہ انسانوں میں سے وہ دانشور جن کے ہاتھوں میں دنیا کی بڑی بڑی قوموں کی باگیں تھمائی گئی ہیں وہ انسان بھی ابھی تک ان تبدیلیوں کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ان کے نتیجے میں کیا ہونے والا ہے۔ شروع میں ہر ایک نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور بڑے بڑے دعاوی کئے کہ دیکھو کیسے عجیب واقعات رونما ہو رہے ہیں اور خوشی کا اظہار اس رنگ میں کیا گویا یہ تمام واقعات ان کی تائید میں ہو رہے ہیں حالانکہ

یہ بات درست نہیں جو واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ان کے پس منظر میں جو کچھ ابھرنے والا ہے ابھی تک انسان سے پوشیدہ ہے۔اسی لئے بہت سے مفکرین فکر مند بھی ہیں اور پریشان بھی ہیں۔وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کے اتحاد کے کیا نتائج نکلیں گے۔ابھی سے انہوں نے ایسے خدشات کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے جس سے ان کے ذہنوں میں یہ خطرہ جگہ بناتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ کہیں یہ نہ ہو کہ اس اتحاد کے نتیجے میں وہ یورپ دوبارہ ابھر آئے جو ۱۹۱۴ء کا یورپ تھا یا اس سے کچھ پہلے کا اور رفتہ رفتہ ان دونوں جرمنیوں کے اتحاد سے جرمن قوم کی عظمت کا وہ تصور دوبارہ بیدار نہ ہو جائے جس کے نتیجے میں دو دفعہ انسانوں کو بہت ہی ہولناک جنگوں میں دھکیلا گیا۔ اس کے نتیجے میں یورپ کے وہ چھوٹے چھوٹے ممالک جو پہلے بھی باقی یورپ کے مقابل پر بے حیثیت تھے نئے خدشات محسوس کر رہے ہیں اور یہ جو سیاسی خدشات ہیں یہ محض آئس برگ کا Tip ہے یعنی Ice Burg جو سمندر میں برف کے بڑے بڑے تودے تیر رہے ہوتے ہیں ان کو کہا جاتا ہے۔بعض دفعہ وہ پہاڑوں جتنے بڑے ہوتے ہیں۔سطح سے اوپر تھوڑا دکھائی دیتے ہیں لیکن سطح کے نیچے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بڑا حجم ان کا سطح کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے۔تو اسی طرح خدا تعالیٰ نے یہ جو تبدیلیاں رونما فرمائیں ان کا بہت تھوڑا سا حصہ دکھائی دے رہا ہے۔آئس برگ کے متعلق تو حساب کی روح سے کہا جا سکتا ہے کہ ۱/۳ سطح سے باہر ہو جاتا ہے اور ۲/۳ سطح کے نیچے۔لیکن عظیم الشان انقلابات کی جو بنیادیں ڈالی جاتی ہیں،ان پر عمارت خواہ کتنی بلند تعمیر ہوئی ہو،شروع میں بنیادیں بہت گہری ہوتی ہیں اور سطح پر نظر آنے والا حصہ بہت معمولی ہوتا ہے۔ان تبدیلیوں کے نتیجے میں کئی قسم کی تبدیلیوں کے سلسلے شروع ہونے والے ہیں اقتصادی لحاظ سے کئی قسم کے خطرات تیسری دنیا کو درپیش ہوں گے۔کئی قسم کے خطرات آزاد دنیا کو درپیش ہوں گے اور ترقی یافتہ دنیا کو درپیش ہوں گے۔مشرق اور مغرب کے امتزاج سے یعنی مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کے امتزاج سے بہت سا ایسا صاحب فن مزدور جرمنی کے ہاتھ میں آجائے گا جو Capital کی کمی کی وجہ سے اپنے فن کو دولت میں تبدیل نہیں کر سکتا تھا اور بڑے بڑے صاحب دماغ سائنس دان جن کی سائنس کی کوئی قدر نہیں تھی ان کو ایک ایسا ترقی یافتہ صنعتی ملک ہاتھ آجائے گا جس میں وہ اور اپنے سائنسی جوہر کو خوب کھل کھل کر دکھا سکیں گے اور بڑی عمدگی کے ساتھ اپنے دماغ کو مغربی جرمنی کی ترقی یافتہ صنعت کے ساتھ ملا کر جسے

انگریزی میں کہتے ہیں Wed کرنا گویا شادی ہوگئی ہے ایک دماغ کی ایک صنعت کے ساتھ اس شادی کے نتیجے میں جیسے بچے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جب دماغ ترقی یافتہ صنعتوں کے ساتھ امتزاج کرتے ہیں تو نئی نئی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سارے ایسے واقعات ہیں جو لازماً رونما ہونے والے ہیں اور انگلستان جیسا ملک جو ابھی یورپ کے مقابل پر دن بدن تھوڑی حیثیت اختیار کرتا چلا جارہا ہے اور بے حقیقت ہوتا جارہا ہے۔ اس کے خدشات اور بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ جب مشرقی جرمنی کی طاقتیں مغربی جرمنی کے ساتھ ملیں گی تو اس کے نتیجے میں جو بچے پیدا ہوں گے وہ جرمنی کو اتنی بڑی طاقت میں تبدیل کردیں گے کہ بعید نہیں کہ اس کے مقابل پر سارا یورپ بھی بے حیثیت دکھائی دینے لگے۔ پھر مشرقی یورپ کے دوسرے ممالک ہیں جو طبعاً اپنی روایات کے لحاظ سے بھی اور زبان کے قرب کے لحاظ سے بھی اور جغرافیائی قرب کے لحاظ سے بھی اگر روس سے ہٹیں گے تو ان کا زیادہ تر انحصار جرمنی پر ہوگا اور جرمنی کو ان سے براہ راست تقویت ملے گی اور ان کو جرمنی سے براہ راست تقویت ملے گی تو نئے نقشے اس پہلو سے بھی ابھرنے والے ہیں پھر روس نے جدید تبدیلیاں برداشت کی ہیں، اس کے بہت سے محرکات ہیں لیکن سب سے بڑا محرک اقتصادی دباؤ ہے۔ مارکسزم بعض پہلوؤں سے کامیاب ہوا ہو تو ہوا ہو لیکن قومی اقتصادیات کے لحاظ سے ناکام ہو چکا ہے۔ اس کو تسلیم کئے بغیر اب اشتراکی دنیا کے پاس کوئی چارا نہیں رہا۔ بالکل وہی نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے ابھر رہا ہے۔ جو ۱۹۴۵ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی لاہور میں ہونے والی تقریر میں بیان فرمایا تھا جو اس عنوان سے چھپی تھی۔

’’اسلام کا اقتصادی نظام‘‘

اس زمانے میں ہم نے احمدیہ ہوسٹل میں اس تقریر کا انتظام کیا تھا احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کہلایا کرتی تھی جس میں میں بھی ایک ممبر تھا۔

چنانچہ احمدی طلباء نے اس تقریر کا اہتمام کروایا تھا اور مجھے یاد ہے کہ اس میں آپؓ نے اشتراکیت کے گہرے مطالعے کے بعد جو پیشگوئیاں کی تھیں کہ لازماً اشتراکیت کا انجام آخر یہ ہونا ہے۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ قومی طور پر تمام اقتصادی ذرائع کو اپنا کر انفرادی مقابلے کی دوڑ ختم ہو جاتی ہے اور اجتماعی طور پر فوراً یہ احساس پیدا نہیں ہوتا لیکن کچھ عرصے کے بعد چالیس پچاس سال

گزرنے کے بعد ساری کی ساری قومی اقتصادیات گھاٹے میں چلی جاتی ہے۔اس وقت ان لوگوں کو احساس ہوگا کہ انسان کا بنایا ہوا نظام انسان کے لئے کافی نہیں اور یہ مصنوعی نظام اشتراکیت کے کسی کام نہیں آئے گا بعینہ وہی نقشہ ہے جو آج ہمارے سامنے ابھر رہا ہے اور درحقیقت سب سے بڑا دباؤ جو اشتراکی دنیا پر ہے وہ اقتصادی ناکامی کا ہے جب انفرادی طور پر انسان کو اپنی مرضی سے کمانے کے مواقع مہیا نہ ہوں اور وہ بحیثیت انسان ایک نوکر بن کر رہ جائے اور اس کے لئے نوکری سے نجات کی اور خود کسی معنی میں مالک بننے کی کوئی راہ باقی نہ رہے سوائے اس کے کہ وہ زبردستی حکومت پر قابض ہو تو لازماً یہی نتیجہ نکلتا ہے جو ہمارے سامنے ہے۔پھر دو قسم کے طبقات ابھرتے ہیں۔یہ نہیں کہ طبقات مٹ جاتے ہیں بجائے اس کے کہ چھوٹے چھوٹے مالک اور چھوٹے چھوٹے مزدوروں کے گروہ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہوں ایک دوسرے پر انحصار کر رہے ہوں۔ساری قوم بحیثیت مجموعی ایک مالک بن کر ابھرتی ہے اور ساری قوم اس کے مقابل پر مزدور بن کر اس بڑے اور زیادہ طاقتور مالک کے سامنے بالکل بے بس ہو جاتی ہے اور انفرادی طور پر ان کے لئے کچھ حاصل کرنے کے لئے کوئی راہ باقی نہیں رہتی سوائے ایک راہ کے کہ انسان حکومت کے طبقے میں داخل ہو جائے چنانچہ ایسے اقتصادی نظام کو چلانے والی پارٹیاں ایک چھوٹا سا طاقتور گروہ تیار کرتی ہیں جن میں وہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور حکومت کی ساری باگ ڈور ان چند ہاتھوں میں چلی جاتی ہے جن سے عوام الناس کبھی بھی اپنی مرضی کے مطابق وہ نہیں چھین سکتے۔تو ایک طاقتور طبقہ پھر بھی ابھرتا ہے لیکن اقتصادی لحاظ سے اس سے کہیں بدتر حالت میں جو آزاد اقتصادی نظاموں میں ہمیں نظر آتی ہے نہ یہ اسلامی نظام ہے نہ وہ اسلامی نظام ہے اس لئے یہ خیال کر لینا اس نظام کا ٹوٹنا یعنی اقتصادی نظام کا ٹوٹنا وہ نئے نقشے بنا رہا ہے جس کا میں نے اپنے شعر میں ذکر کیا تھا، یہ ایک غلط بات ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں۔

یہ جو نقشے مٹ رہے ہیں یہ مٹنے کے لائق تھے اس لئے مٹے ہیں لیکن وہ نقشے جو اشتراکی دنیا سے باہر بنے ہوئے ہیں وہ بھی مٹنے کے لائق ہیں کیونکہ وہ بھی اسلامی نہیں اور انہیں بھی لازماً مٹنا ہے اور یہ جو تاریخی ادوار ہیں یہ فوراً ایک دو سالوں میں چند سالوں میں ظاہر نہیں ہوا کرتے مکمل نہیں ہوا کرتے ان کو کچھ وقت لگتے ہیں لیکن جیسا کہ حالات نے پلٹا کھایا ہے انسانی توقعات سے بہت زیادہ تیزی کے ساتھ یہ حالات تبدیل ہوئے ہیں اس لئے بعید نہیں کہ دوسری دنیا کے حالات بھی تیزی کے

ساتھ تبدیل ہوں کس رنگ میں ہوں اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا بہت سے ایسے خدشات ہیں جن کے متعلق تفصیلی ذکر کی اس وقت ضرورت نہیں لیکن میں یہ خیال کرتا ہوں کہ آج کی دنیا کے دانشوران تبدیلیوں کو امن کی طرف بڑھتی ہوئی تبدیلیاں سمجھ رہے ہیں یہ یقینی اور درست بات نہیں انہیں تبدیلیوں کی کوکھ سے عالمگیر جنگیں بھی جنم لے سکتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آزاد دنیا یعنی جو دنیا آزاد کہلاتی ہے اور حقیقت میں آزاد نہیں اس آزاد دنیا کا نظام اپنی جگہ ٹوٹے گا اور پھر خدا تعالیٰ نئی دنیا کے نظام بنائے گا یا ایک عالمی جنگ کی صورت پیدا ہوگی اور حالات صاحب اقتدار لوگوں کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے اور وہ بے اختیار ہو جائیں گے اور پھر اس جنگ کے بعد وہ نیا نظام ابھرے گا۔ جس کے متعلق میں نے اپنے شعر میں اشارہ کیا تھا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک تمنا کا اظہار تھا مگر اس تمنا کی بنیاد قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر تھی یعنی وہ تمنا لازماً پوری ہونے والی تمنا تھی یقینی تھی اس کا یہ پہلو کہ ہمارے دیکھتے میں عنقریب پوری ہو جائے یہ وہ پہلو ہے جس کا میں نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ ہماری توقع سے بہت بڑھ کر اور بہت تیزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وہ تبدیلیاں رُونما ہوتی ہمیں دکھا دیں۔

اس ضمن میں جن خدشات کا تیسری دنیا کو سامنا کرنا پڑے گا وہ بہت بڑی فہرست ہے اور اس خطبے میں میرا ارادہ نہیں کہ اس تفصیلی بحث میں جاؤں ایک خطرے کی نشاندہی میں کرنا چاہتا ہوں کہ اس نئے جوڑ توڑ کے نتیجے میں جو شروع ہو رہا ہے عالم اسلام کے لئے کئی قسم کے خطرات رونما ہوں گے ایک لمبے عرصے تک مسلمان حکومتوں سے بعض مغربی ملک اس طرح کھیلتے رہے ہیں کہ ان کے اندر جو تشدد کے رجحان تھے ان کو انہوں نے خود ہی ہوا دی اور دوستیاں ایسے ملکوں سے کیں جو اسلام کے نام پر تشدد کے قائل تھے اور ان کی پشت پناہیاں کیں اور ان کو ہتھیار مہیا کئے ان کے سیاست کے رُخ متعین کیے اور ان کے سرپرست بن کر ان سے ہر قسم کا استفادہ کرتے رہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مغربی دنیا میں اسلام کے متشددانہ رجحانات یا یوں کہنا چاہئے کہ عالم اسلام کیونکہ اسلام کے تو متشددانہ رجحانات نہیں ہیں عالم اسلام کے متشددانہ رجحانات کو اسلام کے متشددانہ رجحانات کے طور پر پیش کرتے رہے ایک طرف ان سے کھیلتے رہے ان سے استفادہ کرتے رہے ان کی حوصلہ افزائیاں کرتے رہے ان کی دوستی کا دم بھرتے رہے دوسری طرف آزاد دنیا میں اسلام کے

چہرے کو ایسا مکروہ اور داغ داغ کر کے دکھاتے رہے کہ ہر باشعور انسان اس سے گھن کھانے لگا۔

اس دور میں یہ اس لئے ممکن تھا کہ روس اور روس کے ساتھی ممالک ان آزاد ممالک کے مقابل پر ایک بلاک بنائے کھڑے تھے اور وہ کچھ مسلمان ملکوں کی دوستی کا وہ دم بھرتے تھے اور ان سے کھیلتے تھے اور کچھ کا یہ دم بھرتے تھے اور اس طرح بڑے بڑے ملکوں کا جوڑ توڑ چھوٹے ملکوں کے جوڑ توڑ کی شکل میں ظاہر ہوا اور یہ مہرے تھے جن سے کھیلنے والے ہاتھ اور تھے مثلاً افغانستان میں جو واقعات رونما ہوئے عام پاکستانی مسلمان یا بعض علماء اپنی سادگی میں یہ سمجھتے ہیں کہ عظیم الشان اسلامی جہاد تھا جو بالآخر کامیاب ثابت ہوا اور دنیا کی ایک عظیم طاقت کو مسلمان مجاہدین نے شکست فاش دے دی یہ بھی ایک منظر ہے لیکن ایک اور بھی منظر ہے دراصل یہ لڑائی روس کی لڑائی تھی امریکہ کے ساتھ اور امریکہ کی لڑائی تھی روس کے ساتھ۔

یہ دراصل ایک ویٹنام تھا جو اس سے پہلے بھی ظاہر ہو چکا تھا ویٹنام میں جو خونریز جنگ سالہا سال تک لڑی گئی اور وہ دنگل جو منایا گیا جس میں بڑے بڑے پہلوان ایک ملک کو اپنے پاؤں تلے روندتے چلے جاتے رہے کبھی ایک آگے بڑھتا اور کبھی دوسرا آگے بڑھتا بلکہ وہ مٹی جو ان کے پاؤں تلے کچلی جاتی تھی وہ ویٹنام کی مٹی تھی، نہ روس کی تھی، نہ امریکہ کی تھی، اسی طرح کا ایک ویٹنام افغانستان میں ظاہر ہوا۔ ایک دیکھنے کا یہ بھی انداز اور یہ بھی زوایہ ہے اور دراصل جنگ نہ اسلام کی تھی نہ اشتراکیت کی تھی بلکہ روس اور امریکہ دو بڑی طاقتوں کی جنگ تھی اس میں مسلمانوں کو استعمال کیا گیا اور دونوں طرف لڑنے والے مسلمان تھے پس یہ کیسا عجیب جہاد تھا۔ جس میں مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا تھا اور بڑی طاقتیں ان دونوں مسلمانوں کی پشت پناہی کر رہی تھیں پھر عراق ایران کی جنگ میں بھی ایسا ہی واقعہ رونما ہوا کہ وہاں بھی جہاد کے نام پر جو انتہائی خونریز اور بے مقصد جنگ لڑی گئی وہ دنیا کی دو عظیم طاقتوں کی جنگ تھی ایک طرف روس کا بلاک مددگار بنا ہوا تھا اور دوسری طرف امریکہ کا بلاک مددگار بنا ہوا تھا اور دونوں پیسے لوٹ رہے تھے اور اپنے بوسیدہ ہتھیار بیچ بیچ کر ان سے تیل کی دولت کما رہے تھے اور وہ اپنی اس دولت کو اپنے ہی گھر جلانے کے لئے استعمال کر رہے تھے تو دنیا میں جو بساط دنیا ہے اس میں نظر آنے والے مہرے اور ہیں اور مہرے چلانے والے ہاتھ اور ہیں یہ وہ مہرے نہیں جن کے اپنے پاؤں ہیں اور اپنی سوچیں ہیں جو اپنی سوچوں کے ذریعہ اپنے پاؤں کی

راہیں متعین کریں اور پھر انہیں حرکت دیں بلکہ یہ مہرے چلانے والی طاقتیں پس منظر میں رہتی ہیں اس پہلو سے عالم اسلام کی پشت پناہی اس رنگ میں نہیں ہو سکے گی جتنی روس کی امریکہ سے دوستی بڑھتی چلی جائے گی جتنا ان دونوں طاقتوں کا آپس میں ادغام ہوگا اور نئے اقتصادی نظام ابھریں گے اتنا ہی ان کا انحصار اسلامی طاقتوں پر کم ہوتا چلا جائے گا اور انکو دم دلاسہ دینے کی خاص ضرورت محسوس نہیں ہوگی اس لئے ابھی سے آپ نے شاید سنا ہو کہ امریکہ سے بھی اور یورپ سے بھی کھلم کھلا ایسی آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئی ہیں کہ یہ جو مسلمانوں نے جبر و تشدد کے نام پر آفت مچائی ہوئی ہے اور دنیا کے امن کو برباد کر رہے ہیں اب ہمیں مضبوط ہاتھوں کے ساتھ ان سے نپٹنا ہوگا اور ان کے ان رجحانات کو کچلنا ہوگا۔

آذربائیجان میں جو ہوا وہ دراصل اسی کا شاخسانہ ہے آپ نے مغربی دنیا کے مواصلاتی نظام جس کو کہتے ہیں ٹیلی ویژن کا ہو یا ریڈیو یا اخبارات کا اس میں آپ نے یہ خبریں تو بار بار اور کثرت کے ساتھ سنی ہیں کہ آذربائیجان کے مسلمانوں نے آرمینیا کے عیسائیوں پر بہت مظالم کئے ہیں لیکن آرمینیا نے آذربائیجان کے مسلمانوں پر جو مظالم کئے ان کا ذکر نہیں سنتے حالانکہ ادنیٰ تدبر سے بھی یہ بات سمجھ آنی چاہئے کہ یہ جو محاورہ ہے کہ ''تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی'' یہ بڑا گہرا محاورہ ہے حقیقت پر مبنی محاورہ ہے لازماً اس کی ایک لمبی تاریخ ہے ان دونوں قوموں کی لڑائیوں کی ویسے ہی تاریخ ہے جیسے ہندوستان اور پاکستان کی آپس کی لڑائیوں کی تاریخ ہے اور جہاں جہاں جس کا زور چلا اس نے دوسرے فریق پر ظلم کیا۔ یہ کہہ دینا کہ ایک ہی فریق ظلم کرتا چلا جا رہا ہے اور اس میں جوش دکھاتا چلا جا رہا ہے اور پھر اس جوش کی حالت میں تباہی کے کنارے پر پہنچ گیا ہے لیکن وہ ظلم سے باز نہیں آرہا محض ایک فرضی کہانی ہے اور کوئی معقول آدمی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ آذربائیجان کے مسلمانوں نے اس حد تک ظلم پر کمر باندھی ہو اور ظلم توڑنے کا ایسا تہیہ کیا ہو کہ خواہ وہ خود بھی مٹ جائیں وہ ظلم سے باز نہیں آئیں گے یہ بات درست نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دونوں قوموں میں بڑی دیر سے آپس میں پرخاش چلی آرہی ہے لڑائیاں ہوتی رہیں پہلے ٹرکی نے آرمینا پر ظلم کیا پھر آرمینیا کا جب بس چلا ٹرکی کے بعض حصوں پر مظالم توڑے یہ بعید نہیں کہ شروع میں ٹرکی کا پلہ بھاری رہا ہو۔ لیکن بعد ازاں کیونکہ یہ وہی ممالک ہیں جو روسی اقتدار کے نیچے چلے گئے تھے اور ترکی سے ان کا تعلق ٹوٹ گیا تھا اس لئے تاریخی ورثے کے طور پر جو دشمنیاں انہوں نے پائی تھیں وہ جاری ہیں لیکن آپ

نے دیکھا کہ روس نے بھی جب آذربائیجان کی آزادی کی آواز کو دبایا ہے تو مسلمان کہہ کر دبایا ہے اور مقصد یہ تھا کہ مغربی دنیا اس بات سے مطمئن ہو جائے کہ روس اپنے دہریانہ عقائد کے باوجود عیسائیت کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے لیکن مسلمانوں کے لئے نرم گوشہ نہیں رکھتا اس لئے روس نے جہاں جہاں بھی باقی جگہ پر آزادی کی آواز کو دبانے کی کوشش کی ہے وہاں مغربی دنیا نے بیک زبان اس کی مخالفت کی ہے لیکن آذربائیجان کے معاملے میں بیک آواز اس کی حمایت کی ہے پس جن خطرات کی میں نشاندہی کر رہا ہوں یہ بھی ان میں سے ایک معمولی آغاز ہے آئندہ کیا ہونے والا ہے اس کی تفاصیل اگر سوچی بھی جاسکتی ہیں تو یہاں بیان کرنے کا موقعہ نہیں لیکن میں جماعت احمدیہ کو یہ خصوصیت کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ چونکہ جہان نو کے جو پاک نقشے ابھرنے ہیں ان کا جماعت احمدیہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے اس لئے اس ٹوٹ پھوٹ کے دور میں جہاں پہلا نظام ٹوٹ رہا ہے ٹوٹ پھوٹ کے خطرات سے عالم اسلام کو بچانے کے لئے جماعت کو دعا کرنی چاہئے اور دعائیں ہی نہیں کرنی چاہئیں بلکہ نصیحت کے ذریعے راہنمائی کے ذریعے عالم اسلام کی مدد کرنی چاہئے۔

اس وقت عالم اسلام کا سب سے بڑا خطرہ راہنمائی کے فقدان سے ہے یہ ایک ایسا خوفناک بحران ہے سارے عالم اسلام میں کہ جس سے بڑا بحران کبھی دنیا کی کسی قوم کے سامنے نہیں آیا کبھی دنیا کی کوئی بڑی قوم ایسے خطرناک بحران سے نہیں گزری جیسا کہ عالم اسلام گزر رہا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے راہنمائی خود مقرر کر دی تھی خدا تعالیٰ نے خود ان کو ایک عظیم قائد عطا فرما دیا تھا جو الہام کے نور سے روشنی لے کر راہیں متعین کر رہا تھا اس قیادت کا یہ انکار کر چکے ہیں اس امامت کو یہ ٹھکرا چکے ہیں۔ پس ان کے دنیا کے بنائے ہوئے امام دنیا کی بنائی ہوئی قیادتیں ان کے کسی کام نہیں آسکتیں اور عملاً عالم اسلام کے عالمی واقعات کے متعلق جو ردعمل ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے کوئی اندھا کسی طرف سے کوئی دھکا کھا کر یہ معلوم کئے بغیر یا یہ معلوم کر سکنے کے بغیر کہ گڑھا کدھر ہے اور بچاؤ کی جگہ کدھر ہے کسی ایک طرف دوڑ پڑے کوئی راہنما مسلمانوں میں آج نہیں جو ان کے لئے راہیں متعین کر سکے وہ ایک راہنما جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی عالمگیر قیادت ابھری ہے جسے خدا نے مقرر فرمادیا ہے اس کا بدقسمتی سے مسلمان قوم انکار کر چکی ہے اور جہاں جہاں انکار میں بڑھ رہی ہے وہاں وہاں زیادہ سے زیادہ مصائب ٹوٹ رہے ہیں۔

سب سے زیادہ مصیبت اس وقت پاکستان میں ہے جہاں راہنمائی کا فقدان ایسے دکھوں اور دردوں میں تبدیل ہو گیا ہے کہ قوم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا ہے پور پور میں تکلیف ہے اتنا دردناک حال ہے اس وقت پاکستان کا کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو بشدت بیمار نہ ہو جس میں زہر نہ گھل گیا ہو کوئی قیادت نہیں ہے اور جو قیادت نظر آتی ہے اس کے دل میں ان کے لئے کوئی ہمدردی نہیں جنہوں نے ان کو قائد بنا رکھا ہے۔

قتل عام ہو رہے ہیں، ڈاکے پڑ رہے ہیں، اغوا ہو رہے ہیں ہر قسم کی بدیاں جن کا آپ دنیا میں تصور کر سکتے ہیں جو خدا خوفی کے بغیر پیدا ہوا کرتی ہیں وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ اور بھیانک شکل کے ساتھ پاکستان میں ابھر رہی ہیں اور ہر بدی ظالمانہ سفاکانہ رنگ رکھتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اغوا کر لینا اور ان کو قتل کر دینا ماؤں سے جدا کرنا طالب علموں کو اغوا کر کے لے جانا امیر لوگوں کے بچوں کا پکڑ لینا اور بڑی رقموں کے مطالبے کرنا یہ تو ایک روزمرہ کی تجارت بن گئی ہے پھر چھوٹے چھوٹے بچوں کا اغوا کر کے ان کے بازوں توڑ کر ان کی ٹانگیں ٹیڑھی کر کے ان کو دولت کمانے کے لئے فقیروں اور ریڑھیوں پر ڈال کر عوام الناس میں ان کی نمائش کرنا اور جو رحمت کا دودھ تھوڑا سا انسانوں میں باقی ہے اس کو اس طرح ان بچوں کی راہ میں اس طرح نچوڑتے چلے جانا دھوکے اور فریب سے مانگنے کے نئے نئے ڈھنگ اختیار کرنا کوئی ایک بات بھی ایسی ہو جو آپ سوچ سکیں کہ بدی ہے اور پاکستان میں نہ ہو کوئی ایسی بات نہیں آپ سوچ سکتے ہیں ہر بدی اپنی انتہائی مکروہ شکل میں نہایت ظالمانہ اور سفاکانہ صورت میں پاکستان میں اس طرح پرورش پا رہی ہے جیسے ماں کے دودھ پر بچے پرورش پاتے ہیں جیسے زرخیز زمین پر ہریاول پرورش پاتی ہے۔ پس پاکستان کی گلی گلی پاکستان کا گھر گھر دکھی ہوا ہے ابھی حال میں ہی کراچی میں جو فسادات ہوئے ہیں کہنے کو تو ۴۵ آدمی مارے گئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ ایسے اعداد و شمار ہمیشہ کم کر کے دکھائے جاتے ہیں اور امر واقعہ یہی ہے کہ اس سے بہت زیادہ اموات بھی ہوتی ہیں اور بہت زیادہ لوگ زخمی بھی ہوتے ہیں جتنے حکومت کے ادارے اور اخبارات بیان کرتے ہیں لیکن قطع نظر اس کے سارے شہر میں ان علاقوں میں جہاں فسادات ہوئے ہیں جو بے چینی کی لہریں چلی ہیں جو عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا ہے ماؤں کے سر کے دوپٹے اتر گئے وہ عورتیں جن کو ہر لحہ اپنی بیوگی کا خوف تھا اور وہ بچے جن کو

ہر لمحہ اپنے یتیم ہو جانے کا خوف تھا یہ خوف یہ دکھ اور یہ فکر اس کثرت کے ساتھ کراچی کے گھروں میں محسوس ہوئے ہیں اور حیدر آباد اور سندھ کے لوگوں کے گھروں میں محسوس ہوئے ہیں ۔ کہ ان دکھوں کو ان اعداد و شمار کے مطابق ظاہر کرنا بالکل ایک بے کار، ناکام کوشش ہے ۴۰ قتل ہوئے ہوں یا ۵۰ قتل ہوئے ہوں یا ۱۰۰ قتل ہوئے ہوں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ لکھوکھا دل ہیں جو روزانہ زخمی ہوتے ہیں اور روزانہ خون بہاتے ہیں کوئی امن نہیں رہا ہے کوئی ضمانت نہیں کسی چیز کی ۔ علم کا میدان ہو، تجارت کا میدان ہو، تمدن کے مختلف دائرے ہوں کسی پہلو سے آپ کسی دائرے میں جا کر دیکھیں آپ کو پاکستان میں دکھ ہی دکھ دکھائی دیں گے ۔

ایک طرف خطرہ یہ ہے کہ نئے نقشے ابھرنے سے پہلے انہدام کی کارروائی شروع ہو چکی ہے اور بڑی بڑی عظیم طاقتیں ٹوٹ رہی ہیں اور نئے نئے جوڑ توڑ کے ساتھ ایک نئی دنیا ابھرنے کو ہے اور دوسری طرف وہ عالم اسلام جس پر بناء ہے جس نے آئندہ ایک عظیم الشان کردار ادا کرنا ہے جہان نو کو بنانے میں وہ اپنی قیادت سے ہی غافل پڑا ہے ۔ اس کو ابھی تک یہ احساس نہیں کہ خدا کے مقرر کردہ امام کو ٹھکرانے کے نتیجے میں وہ ہر قسم کی قیادت اور ہر قسم کی سیادت سے محروم ہو چکا ہے اور دن بدن ان کے دکھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں اس لئے اپنی دعاؤں میں اس بات کو بھی شامل رکھیں کہ وہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو اپنی ذمہ داریاں باحسن رنگ میں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے بلکہ یہ دعا کریں کہ وہ مسلمان جن کو ساتھ لے کر ہم نے آگے بڑھنا ہے ۔ جو اس تقدیر کا حصہ ہیں کہ آئندہ نئے جہاں کی بناء انہوں نے ڈالنی ہے ان کو اللہ تعالیٰ ہلاکت سے محفوظ رکھے ۔ اگر یہ مسلمان نہ رہیں تو پھر ہمارے پاس وہ کون سی قوم ہو گی جس کو لے کر ہم آگے بڑھیں گے ۔ نئی قوموں میں سے بھی قومیں آئیں گی لیکن وہ قومیں جو نسلاً بعد نسلٍ مسلمانوں میں پیدا ہوتی چلی آ رہی ہیں ان کے رنگ اور ہیں ۔ ان کے اندر اسلام بہت گہرے طور پر جذب ہو چکا ہے ۔ ان کے ظاہری کردار میں اگر نہ بھی نظر آ رہا ہو تو کوئی اہل دانش اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ معمولی سی کوشش سے ان کی صفائی ہو سکتی ہے ۔ ان کے اندر اسلامی اخلاق کو دوبارہ قائم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ایمان کی گہری جڑیں ابھی تک ان میں موجود ہیں ۔ اسلامی معاشرہ ان کیلئے اجنبی نہیں ہے ۔ کوئی ایسے تمدنی رجحانات ان کے نہیں ہیں جو اسلام کے نافذ ہونے کی راہ میں ایک ٹھوس مدافعت دکھائے لیکن مغربی قوموں میں اگر

آپ نے تیزی سے اسلام پھیلا بھی دیا تو اس کے نتیجے میں انکی اپنی تہذیب ہے، ان کا اپنا تمدن ہے جس کا ایک بڑا حصہ نہ صرف یہ کہ غیر اسلامی ہے بلکہ اسلام کی روح سے ٹکرانے والا ہے۔ یہ آسان کام نہیں ہے کہ ان کے دل اپنے تمدن اور اپنی تہذیب سے توڑ کر اسلامی تمدن اور اسلامی تہذیب کو اپنانے کی طرف مائل کئے جاسکیں۔ چند خاندان جو اسلام قبول کرتے ہیں ان پر بھی مجھے علم ہے کہ ہمیں کتنی محنت کرنی پڑتی ہے اس لئے لازماً احمدیت کے لئے آئندہ دنیا میں تبدیلیاں پیدا کرنے کیلئے جو مواد کی ضرورت ہے وہ عالم اسلام سے مہیا ہوگا اور عالم اسلام کے بغیر ہم عظیم الشان انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ اس لئے علماء کی اگر چہ لاکھ یہ کوشش ہے کہ جماعت احمدیہ کو عالم اسلام سے توڑ کر الگ پھینک دیا جائے لیکن کسی قیمت پر بھی جماعت احمدیہ نے عالم اسلام سے جدا نہیں ہونا۔ ان کے مظالم کو منتقمانہ ردعمل کے طور پر اپنے دلوں میں پیدا نہیں ہونے دینا۔ یاد رکھیں اس بات کو جب بھی آپ کا دل مسلمان ظالموں کے خلاف انتقامی جذبات سے بھرے گا وہیں آپ کی شکست کے آثار شروع ہو جائیں گے۔

یہ وہ قوم ہے جس قوم میں زندگی کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ آئندہ انقلابات کی بنیادیں مسلمان عوام سے اٹھائی جائیں گی اور لازماً جماعت احمدیہ کو ان کے دل جیتنے ہیں، آج نہیں تو کل نہیں تو پرسوں لازماً یہ وہ دل ہیں جن کو جماعت احمدیہ کیلئے بنایا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ ان کو جیتے گی اور پھر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا برپا کردہ انقلاب از سر نو تمام عالم میں بپا کیا جائے گا۔ پس اس بات کو ہمیشہ پلے باندھے رکھیں، کبھی بھی مسلمان بھائیوں کے مظالم کے نتیجے میں اس رنگ میں دل برداشتہ نہ ہوں کہ آپ کے دل سے بددعائیں نکلنی شروع ہوں۔ جلد بازی میں آپ کہنے لگیں کہ آ گئی سزا۔ اب یہ پکڑے جائیں گے۔ اب یہ پکڑے جائیں گے۔ اب یہ مار کھائیں گے۔ جہاں یہ بات ہوئی وہاں یہ سمجھ لیں کہ آپ کا اپنا جسم فالج زدہ ہو رہا ہے جن پر آپ کی بناء تھی وہ آزار اور مفلوج ہو جائیں تو آپ نے دنیا میں کام کیا کرنے ہیں۔ پس آپ نے ہرگز کسی قیمت پر عالم اسلام سے جداگانہ حیثیت ان معنوں میں اختیار نہیں کرنی کہ آپ ان سے اپنے وجود کو اس طرح الگ سمجھیں کہ ان کے سکھ اور ان کے دکھ آپ کے سکھ اور دکھ نہ رہیں اور ان سے گہری ہمدردی جو آپ اپنے دل میں رکھتے ہیں اس کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے لگے۔ یہ ایک مشکل کام ہے، مشکل فیصلہ ہے، میں جانتا ہوں کہ

نفسیاتی لحاظ سے ایک بہت کٹھن بات ہے جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں مگر اسی میں ہماری زندگی ہے،اسی میں ہماری بقا ہے۔پس دعا کے ذریعے مدد مانگیں اور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد تر مسلمان عوام الناس کی آنکھیں کھولے جو بالکل بیچارے بے قصور اور ناسمجھ ہیں اور ان کو اس ظالمانہ قیادت سے جو ملاں کی قیادت ہے ان سے اللہ تعالیٰ جلد تر نجات بخشے کیونکہ یہ قیادت اگر زیادہ دیر ان کے کندھوں پر سوار رہی تو لازماً ان کو لے بیٹھے گی اور ابھی سے اس کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور جماعت احمدیہ کو اپنی ذمہ داریوں کو اپنے پیش آمدہ خطرات کو اور جہاں جہاں ہمارے فوائد وابستہ ہین ان جگہوں کو پہچاننے اور ذہن نشین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔یہی وہ نور ہے جس کی روشنی میں ہم نے آگے بڑھنا ہے۔